رجسٹرڈ نمبر ال ۲۰۳۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حب وطن از ملک سلیماں خوشتر | خار وطن از سنبل و ریحاں خوشتر
یوسف کہ بمصر پادشاہی می کرد | می گفت گدا بودن کنعاں خوشتر

کاکوری اخبار

پندرہ روزہ

چندہ سالانہ	عہ
فی پرچہ	۲؍

[illegible]

جلد ۷ | کاکوری یکشنبہ ۱۶ جون ۱۹۴۰ء مطابق ۹ جمادی الاول ۱۳۵۹ھ | نمبر ۴

ادبیات

قطعہ تاریخ وفات حسرت آیات جناب مولانا شاہ تقی حیدر قلندر سجادہ نشین آستانۂ کاظمیہ (کاکوری)

(از مولوی محمد عاصم صاحب قیس کاکوری)

دل من برد و رفت باز نامد | سراپا دل تقی حیدر قلندر
در آغوش حبیب آمد شب عرس | زہے کامل تقی حیدر قلندر
زہے مرقد کہ آمد بس کہ آسا | دراں محمل تقی حیدر قلندر
بسال رحلت او قیس گفت آہ | بحق واصل تقی حیدر قلندر
۱۳۵۹ھ

ایضاً

آں مرد قلندر بجمال رعنا | واصل شد باحق بوصال رعنا
زینساں کہ رسید او بہ رحم آں ہو گو | تاریخ برآمد ز غزال رعنا
۱۳۵۹ھ

ایضاً بوفات مولوی ناصر محسن علوی خلف حضرت نسیم کاکوروی مرحوم

عزیزی ناصر محسن صد افسوس | جوان شوخ ذہن و طبع رعنا
تفریح کیلئے نکلا تھا گھر سے | اسی تفریح میں جنت سدھارا
بظاہر گو نہ تھا تیراک لیکن | براہ نہر وہ فردوس پہونچا
رہے منھ دیکھتے سب یار و اغیار | کہ انجام اسکا لکھا ہی یہی تھا
غریق بحر غم قیس حزیں نے | غریق موج بحری سال لکھا
۱۳۵۹ھ

میرا وطن

میں اپنے وطن کی مٹی کے ایک ذرہ پر ساری کائنات نثار کردوں۔ میرا وطن ہزار جنتوں سے بڑھکر ہے۔

ہمالہ اس کی عظمت کا گواہ ہے۔ گنگا اور جمنا کی لہریں اسکی تقدیس کے راگ گاتی ہیں۔

تاریخ اسکی شان و شوکت بیان کرنے سے عاجز ہے میرا وطن وہ ہے جسکی مٹی کے ایک ایک ذرہ پر ساری کائنات نثار کی جاسکتی ہے۔

قدرت اپنے زندگی بخش ہاتھوں سے جسکی آرائش کرتی ہے جہاں موسم باری باری سے آکر اپنے روح پرور جلوے دکھلاتے ہیں جو زندوں کو نہیں بے جان چیزوں کو بھی پیارا ہے جو ہزاروں جنتوں سے بڑھکر ہے وہی میرا وطن ہے۔

جسکی لافانی کہانیاں یادداشت کے پرانے پتھروں پر کندہ ہیں جسنے لاکھوں بہادر اور رشی پیدا کئے جیسے آسمان پر چاند، سورج نے سب سے پہلے روشنی کی وہی میرا وطن ہے۔

جسکو ہمیشہ اپنی زبان کا پاس رہا ہے جس نے سونے کے [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کاکوری اخبار

جلد ۷ | کاکوری یکشنبہ ۱۶ر جون سنہ ۱۹۴۰ء | نمبر ۴

ہمکو خود کیا کرنا چاہیے

یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ کچھ عرصہ سے مسلمانوں میں عموماً اور ہمارے اہلِ قصبہ میں خصوصاً انقلابِ زمانہ کی وجہ سے اسقدر پراگندگی اور انتشار پیدا ہو گیا ہے کہ جسطرف بھی نظر پڑتی ہے جمود، افلاس زوال اور ذلت کے سوا کچھ نظر نہیں آتا۔ کیا ہم نے کبھی ٹھنڈے دل سے سوچا کہ اس پستی و ادبار کی کیا وجہ ہے؟ اس سے پہلے دور کے مفکرین اور ہمارے زمانہ شناس بزرگوں نے وقتاً فوقتاً مختلف قسم کے نسخے اور تجویزیں پیش کیں مگر افسوس کہ اُنمیں سے ایک پر بھی صحیح معنوں میں عمل نہیں ہو سکا اسکا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ جہاں ہم پہلے تھے وہیں کے وہیں رہے۔ اپنے اہلِ وطن کی خصوصاً اور عام مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی پستی و زبوں حالی کو دیکھ کر جو روحی صدمہ ہوتا ہے اسکا اندازہ وہی لوگ خوب کر سکتے ہیں جنکے دلوں میں سچی محبت اور تڑپ ہے۔ ایسے مخلصین کے دلوں پر جو کچھ گذرتی ہے اسکے اظہار کیلئے نہ زبان میں طاقت نہ قلم میں قوت ہے۔ جہانتک اس مسئلہ پر غور کیا گیا ہم اس نتیجہ پر پہونچے ہیں کہ اگرچہ اسلامی تعلیمات، اصول و عقائد اور اپنے بزرگوں کے روایات پر ہمارا ایمان ہے مگر انپر عمل بالکل نہیں ہے صرف اسی علم و عمل کے مفقود ہو جانے سے ہماری جماعتی و قومی اور وطنی ترقی محدود ہو کر رہ گئی ہے۔ نہ ہم میں مفید اور ضروری علم و فن باقی رہا ہے نہ اقتصادی، تمدنی، مذہبی اور سیاسی ترقی کا خیال نہ تنظیم و اصلاح کا ولولہ افسوس ہے کہ قوم کے سامنے کوئی نصب العین اور دستور العمل موجود نہیں ہے۔

اسوقت دنیا میں ایک انقلابِ عظیم برپا ہے اور ہمارا ملک و قوم جس درد و ابتلا میں گھرے ہوئے ہیں اگر اب بھی ہماری غفلت اور بے پروائی کی وہی حالت رہی تو بعد میں ناقابل تلافی نقصان اُٹھانا پڑیگا ہمیں اپنے رہبرانِ دین اور قائدینِ سیاست ہی پر تکیہ کر کے نہ بیٹھنا چاہیے جہاں وہ اجتماعی طریقہ پر کام کر رہے ہیں وہاں انفرادی حیثیت سے ہم پر بھی فرض عائد ہوتا ہے۔ ہم پر جہاں اور انفرادی فرائض ہیں وہاں اصلاحی اور تبلیغی کام بھی ہمارے ذمہ ہیں۔ ہم کو سوچنا چاہیے کہ اس فرض کو ہم کہانتک انفرادی طریقہ پر انجام دے رہے ہیں؟ ہم یقینی طور پر اپنے فرض کی ادائی سے غافل ہیں۔ ہم کو مایوسی کی تعلیم نہیں دیگئی ہے اگر اب بھی ہم کمرِ ہمت باندھیں اور اپنی حالت بدلنے کیلئے عملی قدم اٹھائیں تو سب مشکلیں آسان ہو سکتی ہیں۔ ہماری دینی اور دنیوی ترقی کا دار و مدار اسی پر ہے کہ قرآن کے زریں تعلیمات و اصول اور بزرگوں کے طور و طریقوں سے جتنا زیادہ دور جا پڑے ہیں اُن سے اتنا ہی قریب تر ہونے کی کوشش خود کریں اور دوسروں سے بھی کوشش کرائیں۔

اگر آج سے ہم صمیم قلب کے ساتھ یہ عہد واثق کر لیں کہ بجائے دوسروں پر نکتہ چینی کرنے کے خود اپنے گریبان میں منھ ڈالکر غور کریں کہ ہماری اپنی ذات کے اندر کیا کیا خامیاں اور کمزوریاں ہیں اور سب سے پہلے اپنی کمزوریوں اور خامیوں کو دور کرنے پر آمادہ ہو جائیں اور اپنا قابل تقلید نمونہ دوسروں کے لئے پیش کر کے انھیں بھی مفید اور کارآمد بنائینگے۔ ضرورت ہے کہ جس بات کے کرنے کیلئے دوسروں سے کہا جائے سب سے پہلے ہم خود اسپر عمل کریں چند اصول ذہن میں ہیں وہ ہدیۂ ناظرین کئے جاتے ہیں۔ ہمارا خیال ہی نہیں بلکہ یقین ہے کہ اگر ہم ان اصولوں پر عمل پیرا ہو جائیں تو نہ صرف اہلِ وطن کی بلکہ عام مسلمانوں کی کایا پلٹ ہو جائے۔

(۱) اپنے اندر صحیح اسلامی روح پیدا کریں تاکہ ہم صحیح معنوں میں مسلمان کہلانے کے مستحق ہوں اسلامی تعلیمات سے خود واقفیت حاصل کریں اور دوسروں کو بھی واقف کرائیں (۲) اپنی مالی و اقتصادی حالت کی اصلاح کیلئے مسلمانوں اور ہم وطنوں کو تجارت اور صنعت و حرفت کی جانب رغبت دلائیں اور ممکن ہو سکے تو مالی مدد دیکر انکی ہمت بڑھائیں۔ کیونکہ فی زمانہ مالی و اقتصادی حالت کی اصلاح

صرف تجارت اور صنعت و حرفت ہی کے ذریعہ ممکن ہو سکتی ہے۔ (۳) اپنا کلچر تمدن اور زبان کو قائم و برقرار رکھنے کیلئے ہر امکانی کوشش کرنا اپنا فرض اولیں ہونا چاہیئے۔ (۴) امن و سلامتی پھیلانے اور بنی نوع انسان کو ظلم و زیادتی سے بچانے کیلئے اسلامی روایات اور اصول رواداری کو پیش نظر رکھنا چاہیئے۔

آخر میں صرف استدعا اور عرض ہے کہ ہم میں قال کم اور فعل زیادہ ہو یعنی بولیں دیکھیں کم اور عمل زیادہ سے زیادہ کریں۔

نقوش

قصبہ کی صفائی:- سال گذشتہ برسات کے موسم میں ہیضہ کی جو شدائد ہوئے تھے وہ پیش نظر ہیں اُسوقت بھی قصبہ میں عدم صفائی کی عام طور پر شکایت کی گئی تھی اور افسران ضلع نے بھی اپنی آنکھوں سے قصبہ میں کوڑوں کے انبار دیکھے تھے اور بیماری شروع ہونے اور شدائد اختیار کرنے پر کافی رقم کوڑو نیز چونا وغیرہ چھڑکنے پر صرف کی گئی تھی۔ اُسکے بعد چاہیئے یہ تھا کہ صفائی کی جانب کافی توجہ کی جاتی اور ٹاؤن ایریا اسٹاف سے پورا کام لیا جاتا لیکن موجودہ جمعدار نے ٹاؤن ایریا کے ملازم بھنگیوں سے اسطرح پر کام لینے کی عادت ڈال دی ہے کہ وہ اپنے حلقوں کی پوری صفائی نہیں کرتے۔ ہم چیرمین صاحب ٹاؤن ایریا کو اس طرف متوجہ کرتے ہوئے یہ کہنا چاہتے ہیں کہ برسات شروع ہوگئی ہے انکو جلد سے جلد اپنے اسٹاف سے صفائی کا کام لینا چاہیئے اور کوڑوں کے ہٹانے نالیوں و عام صفائی کا فوراً بندوبست کرنا چاہیئے ورنہ خدانخواستہ اگر سال گذشتہ کی طرح اس موذی مرض نے امسال بھی حملہ کیا تو بہت افسوسناک بات ہوگی۔ حفظ ماتقدم کے طور پر ٹیکے لگائے جانے کا بھی کام فوراً عام طور پر کیا جائے۔ بہتر تو یہ ہوگا کہ چیرمین صاحب ایکبار خود تمام قصبہ کا چکر لگا کر قصبہ کی عدم صفائی کو دیکھیں اور یہ بھی لازم ہے سختی سے عملدرآمد کے ساتھ ساتھ اپنے اسٹاف کو بھی پورا پورا کام کرنے کا عادی بنائیں۔

بہترین تحفہ

ایک ملکہ کو چار اشخاص بے حد چاہتے تھے۔ ایک شاعر تھا دوسرا سنگتراش تیسرا مغنی اور چوتھا نہ شاعر تھا نہ سنگتراش تھا اور نہ مغنی تھا۔ چاروں نوجوان حسین اور خوش پوش تھے۔ اور ملکہ چاروں کی یکساں مداح تھی۔

شاعر ملکہ کی شان میں قصیدے کہا کرتا۔ اور اسکی معرکہ آرائیوں اور فتحمندیوں کا ذکر ایسے ولولہ انگیز طریقہ سے کرتا کہ اُسکے اشعار فوجوں میں ایک نئی روح پھونک دیتے۔

مغنی کا نغمہ تھکے ہوئے دماغوں کیلئے لوری کا کام دیتا تھا اُسے سنکر جنگ سے واپس آنیوالے سپاہیوں کو ابدی سرور حاصل ہوتا اور دوبارہ نئی جنگ کیلئے تیار ہو جاتے۔

سنگتراش نے اپنی صنعت کاری سے اسکے دربار اور محلات کو ایسی زینت بخشدی تھی کہ دور دراز ممالک سے لوگ اُنھیں دیکھنے آتے تھے۔ اُس نے ملکہ کے محلوں اور گرد و نواح کے باغات میں حسن و جمال کی ایک نئی دنیا کھڑی کر دی تھی۔

چوتھا آرٹ کا نقاد تھا اور سلطنت کا مشیر بھی۔ ایسا خوش گفتار کہ اپنے شعلوں سے بے کیف تصویروں میں رنگ بھر دیتا تھا اور پیچیدار عقدوں کو سُلجھا دیا کرتا تھا۔

چاروں ملکہ کے خواستگار تھے۔ مگر ملکہ کچھ فیصلہ نہ کر سکتی تھی کہ اُنمیں سے کسے پسند کرے۔ آخر کار ایک دن اُسکے ذہن میں ایک تجویز آئی اور اُس نے چاروں کو بُلا کر کہا "تم میں سے جو کوئی اپنی محبت کے ثبوت کیلئے میرے لئے بہترین تحفہ لائے گا میں اُس سے شادی کر دونگی"۔ یہ سُنکر چاروں چلے گئے اور ایک مدت تک چاروں ملکہ کے دربار سے غائب رہے۔

سب سے پہلے شاعر آیا اُس نے ملکہ کی شان میں ایسا قصیدہ کہا جسکا دنیا بھر میں جواب کسی شاعر کے پاس نہ تھا۔ اس قصیدے کے طفیل میں ملکہ کا چرچا دنیا بھر میں بچے بچے کی زبان تک پہونچ سکتا تھا۔

اسکے بعد سنگتراش آیا۔ اُس نے ملکہ کا ایک مجسمہ تیار کیا تھا۔ جسمیں اُس نے اپنے سحر و کمال سے زندگی بھر دی تھی اور ملکہ کے حسن و شباب کو پتھر کے اندر جاوداں کر دیا تھا۔

ان کے بعد مغنی آیا اُس نے ایک راگ ایسا ایجاد کیا تھا جسکا سننے والا کبھی بوڑھا نہیں ہو سکتا تھا۔

سب سے آخر میں خوش گفتار آیا۔ گو وہ خالی ہاتھ تھا۔ اُس کے ہونٹوں پر فاتحانہ تبسم تھا۔ وہ ملکہ کے قریب آ کر کہنے لگا "اے ملکہ! میں نے ساری دنیا چھان ماری مگر مجھے تیرے لائق کوئی چیز نظر نہیں آئی۔ جو چیزیں میں نے دیکھیں وہ سب کی سب فانی تھیں۔ اور ایسی جنھیں زر خرید سکتا تھا۔ آخر اب ایک چیز میرے ذہن میں آئی ہے۔ جو میرے نزدیک نہ صرف دنیا کی سب سے زیادہ قیمتی چیز ہے بلکہ میری محبت کا اتنا بڑا ثبوت ہے کہ اُس سے بڑھکر کوئی چیز ممکن نہیں۔ اے پیاری ملکہ یہ ناچیز شے میرا دل ہے جسمیں تو جلوہ گر ہے" یہ کہکر خوش گفتار نے کمر سے خنجر نکالا اور چاہتا تھا کہ اُسے سینے میں بھونک کر دل ملکہ کی نذر کرے۔ ملکہ نے جھپٹ اُسکا ہاتھ پکڑ لیا اور اُسے اپنے تخت پر بٹھا لیا۔ پھر خوش گفتار نے کہا "ملکہ یہ صناع لوگ کیا ادنیٰ اور کیا اعلیٰ سب کے سب پرلے درجہ کے مغرور خود غرض اور حاسد ہیں۔ سوائے اپنے کمال فن دکھانے کے اور کوئی دُھن ہی نہیں۔ دیکھ تجھے حاصل کرنے کی سعی و کوشش میں انھوں نے اپنے فن کو فراموش نہیں کیا بلکہ اسی کو حصول مقصد کا ذریعہ بنایا۔ ان لوگوں کو تیرا شکر گزار ہونا چاہیے۔ کہ تیری محبت نے انکی صناعی کو اوج کمال پر پہونچا دیا۔" ملکہ اسکی باتیں سُنکر بہت حیران اور خوش ہوئی۔ اور مسکراتے ہوئے اپنا تاج اسکے سر پر رکھ دیا۔

(ماخوذ)

یوروپین سیاح عہد شاہجہاں میں

شاہان مغلیہ کے عہد میں جو متعدد یوروپین سیاح ہندوستان میں آئے۔ ان میں عہد شاہجہاں کے سیاح پیٹر منڈی کا نام بھی خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ اس نے نہ صرف ہندوستان بلکہ جاپان کی بھی سیاحت کی تھی اور چونکہ قوت مشاہدہ غیر معمولی طور پر تیز تھی اسلئے اس نے اپنے سفر کے جو حالات قلمبند کئے ہیں وہ مورخوں کی نگاہ میں بیش قیمت ہیں۔

پیٹر منڈی کارزان کا باشندہ تھا اور اسکی تاریخ پیدایش سنہ ۱۵۹۵ء ہے۔ اسوقت سلطنت ہندوستان کی عظمت و اقتدار کا شہرہ ساحل انگلستان تک پہونچ چکا تھا اور چند سال پیشتر انگلستان کی ملکہ الزابتھ ہسپانوی آرمیڈا کی یورش سے گھبرا کر عاجزانہ خطوط کے ذریعہ "لارڈ زلابڈیم محامث اکیبار شاہ کمبیہ" (جلال الدین محمد اکبر شہنشاہ ہندوستان) سے امداد طلب کر چکی تھی۔ اگرچہ اسوقت سلاطین ہند کی نگاہ میں برطانیہ عظمیٰ کی اہمیت ماہی گیروں کے چند چھوٹے چھوٹے منتشر جزیروں سے زیادہ نہ تھی۔ لیکن انگریزوں کے دلوں پر دربار مغلیہ کی عظمت کا گہرا نقش مرتسم ہو چکا تھا۔ اور ہر اولوالعزم نوجوان یہ چاہتا تھا۔ کہ وہ کسی قیمت پر بھی "دنیا کے سب سے زیادہ شاندار دربار" کو ایک بار اپنی آنکھوں سے دیکھ لے۔ چنانچہ بیس سال کی عمر میں پیٹر منڈی کو بھی یہ شوق دامنگیر ہوا اور چونکہ پرتگالیوں سے تعلقات ہندوستان سے قائم ہو چکے تھے اور انکے جہازات برابر ہندوستان آتے جاتے رہتے تھے اسلئے وہ اپنے وطن سے بھاگ کر پرتگال پہونچ گیا۔ لیکن اسکی امید پوری نہ ہوئی۔ یہاں اُسے ملازمت ملی ضرور لیکن ایک ایسے جہاز میں جو قسطنطنیہ جانیوالا تھا۔ قسطنطنیہ پہونچکر جو اُس نے ترک سلاطین کی شان و شوکت دیکھی تو متحیر رہگیا۔ اور اس نے سمجھ لیا کہ شاہان مغلیہ کا دربار ان سے زیادہ پُرشکوہ نہ ہوگا۔ اسطرح اسکے دل سے سیاحت ہند کا شوق زائل ہو گیا۔ اور چھ سات سال کی جہانگردی کے بعد اپنے وطن پہونچ گیا۔ اس زمانہ میں کئی یوروپین سیاح ہندوستان ہو چکے تھے۔ انکے بیان کردہ واقعات پراسرار کہانیوں کی طرح انگلستان میں بچے بچے کی زبان پر تھے۔ پیٹر منڈی کو سیاحت ہند کا پھر شوق ہوا۔ اور اس نے ایسٹ انڈیا کمپنی کے ایک جہاز میں ملازمت کر لی۔

پیٹر منڈی سنہ ۱۶۲۸ء میں اسوقت سورت پہونچا۔ جبکہ جہانگیر کی شمع حیات گل ہو چکی تھی۔ اور شاہجہاں سریر آرائے حکومت تھا۔ پیٹر نے سات برس تک سورت سے آگرہ اور آگرہ سے پٹنہ تک سیاحت کی۔ سنہ ۱۶۳۴ء میں وہ انگلستان واپس چلا گیا۔ لیکن ہندوستان کی دلفریبیوں نے اسقدر مسحور کر لیا تھا کہ وہ دوسرے ہی سال پھر آ گیا اور یہیں سے سر ولیم کورٹین کے بیڑے کے ساتھ جاپان کی سیاحت کے لئے روانہ ہوا۔

پیٹر منڈی جب پہلی مرتبہ آگرہ پہونچا ہے تو شاہجہاں دکن میں تھا۔ اُس نے سیاحت گجرات کا ذکر کرتے ہوئے سنہ ۱۶۳۰ء کے مشہور تاریخی قحط کا ہولناک مرقع حسب ذیل الفاظ میں کھینچا ہے:۔

”لوگوں کی حالت دیکھ کر رونا آتا تھا۔ ان کے پاس کھانے کو کچھ بھی نہ تھا۔ ہر طرف درخت ٹنڈ دورے نظر آتے تھے۔ لوگ ان کی پتیاں تک کھا گئے تھے۔ قدم قدم پر قحط کے ماروں کی لاشیں ملتی تھیں۔ لوگ اپنے بچوں کو چند پیسوں میں فروخت کر دیتے تھے۔ جب ہم نندبار پہونچے۔ تو ہمیں اپنے خیمے نصب کرنے کیلئے کوئی جگہ ایسی نہ ملتی تھی جسکے گرد لاشیں نہ ہوں۔ لاشوں کی بدبو کا تو ہمیں چنداں خیال نہ تھا۔ کیونکہ یہ ہمارے دماغ میں بس گئی تھی۔ لیکن لاشوں کا نظارہ ہمارے لئے ہیبت ناک تھا۔ بہت کچھ تلاش و جستجو کے بعد ہم نے ایک مقابلۃً صاف جگہ تلاش کر کے اپنے خیمے لگائے تھوڑی دیر بعد ہمیں لاشوں کے سڑنے کی سخت بدبو محسوس ہوئی۔ ہم نے باہر نکل کر چاروں طرف دیکھا۔ قریب میں کوئی لاش نہ تھی لیکن ناقابل برداشت بدبو برابر آ رہی تھی۔ ہم نے میدان میں حیرت سے ادھر اُدھر دیکھا آخر میں ہمیں ایک گڑھا نظر آیا جس میں اوپر تلے چالیس پچاس لاشیں پڑی ہوئی سڑ رہی تھیں۔ یہ نظارہ اسقدر بھیانک تھا کہ ہم اپنے خیمے اُکھیڑ کر راتوں رات وہاں سے چل دیئے“۔

گجرات کے دوسرے مقامات پر اس قسم کے ہولناک نظارے دیکھتا ہوا پیٹر منڈی راجپوتانہ پہونچتا ہے اور سرو ہی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے:۔

”زمین کی شادابی دیکھ کر حیرت ہوتی تھی۔ جس طرف آنکھ اُٹھ جاتی تھی غلے کے لہلہاتے کھیت نظر آتے تھے۔ گجرات میں یہ حال ہے کہ لوگوں کو کھانے کیلئے درختوں کی پتیاں بھی نہیں ملتی تھیں۔ لیکن سرو ہی میں حیران ہوں کہ اسقدر غلہ کھانے والے کہاں سے آئیں گے مجھے معلوم ہوا کہ یہ غلہ شاہی لشکریوں کے لئے برہان پور (برہان پور) جائے گا“۔

پیٹر منڈی گجرات اور راجپوتانہ کی سیاحت کرتا ہوا آگرہ پہنچا لیکن یہاں وہ چند روز بھی قیام نہ کرنے پایا تھا کہ ایسٹ انڈیا کمپنی نے اُسے ایک تجارتی مقصد کے لئے پٹنہ جانے کا حکم دیا۔ پیٹر منڈی کو پٹنہ جانے سے سخت اختلاف تھا۔ اُسے یقین تھا کہ وہاں جانے سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ لیکن اپنے مالکوں کے حکم سے مجبور ہو کر پٹنہ روانہ ہو گیا۔ اور جیسی کہ اسے پہلے ہی امید تھی اسکا سفر ایسٹ انڈیا کمپنی کیلئے بالکل بیکار ثابت ہوا۔ اسی دوران میں سورت کی کونسل نے اپنی غلطی کا حیرت انگیز اعتراف کیا کہ کلرک نے پیٹر منڈی کے نام حکمنامہ میں غلطی سے بجائے سامانہ کے پٹنہ کا نام لکھ دیا۔ اور سمانہ آگرہ سے قریب ہی ایک مقام کا نام تھا۔

سنہ ۱۶۳۲ء میں جب پیٹر منڈی دوبارہ آگرہ آیا تو شاہجہاں دکن سے واپس آ گیا تھا۔ اُس نے بہت پُرشکوہ الفاظ میں تفصیل کے ساتھ شہر میں شاہجہاں کے داخلہ کا حال لکھا ہے۔ وہ لکھتا ہے:۔

”میں نے دنیا میں کسی بادشاہ کی سواری کا جلوس اسقدر شاندار نہیں دیکھا۔ یورپ کے بادشاہ شان و شوکت میں ہندوستان کے بادشاہ کے معمولی سرداروں تک کا مقابلہ نہیں کر سکتے ہاتھیوں کا جلوس، ان کی طلائی اور نقرئی عماریاں۔ ہاتھیوں کی پیشانیوں پر جگمگاتے ہوئے جواہرات اور ان کی زرنگار جھولوں میں یہ پُرشکوہ نظارہ تمام عمر فراموش نہیں کر سکتا۔ ہندوستان (ہندوستانیوں) کے بادشاہ کے چوبداروں کی وردیاں فرانس اور ہسپانیہ کے معزز ترین سپہ سالاروں کی وردیوں سے زیادہ قیمتی اور شاندار تھیں شاہجہاں

بادشاہ کی پگڑی میں ایک ہیرا ایسا لگا تھا کہ یورپ کا کوئی بڑا شہنشاہ اسکی قیمت اپنے ایک سال کے محاصل سے بھی ادا نہیں کر سکتا ہندو (ہندوستانی) تو زیادہ تر کالے اور سانولے رنگ کے ہوتے ہیں لیکن

ان کا بادشاہ بہت گورا ہے۔"

اسی طرح پیٹر منڈی آگرہ میں بقر عید کی شان و شوکت کا ذکر بہت موثر الفاظ میں کرتا ہے جسے پڑھکر دل خون کے آنسو روتا ہے اور زبان سے نکلتا ہے کہ ہم کیا تھے اور کیا ہو گئے! اس زمانہ میں ملکہ ممتاز محل کا انتقال ہو چکا تھا اور شاہجہاں اسکے عدیم النظیر مقبرہ کی تعمیر میں مصروف تھا۔ اسکا ذکر پیٹر منڈی حسب ذیل الفاظ میں کرتا ہے:-

"ہندوؤں کا بادشاہ ان دنوں اپنی ملکہ تاگا محل (تاج محل) کا مقبرہ بنوا رہا ہے۔ بادشاہ کو اس ملکہ سے بہت محبت تھی اس سے بادشاہ کے ۹۔ ۱۰ بچے پیدا ہوئے اور اسکی محبت کا اندازہ اسطرح کیا جا سکتا ہے کہ تاگا محل (تاج محل) کی زندگی میں بادشاہ نے دوسری شادی نہیں کی، ایسی حالت میں جبکہ بادشاہ کو اس قسم کی آزادی حاصل ہے اسکا طرز عمل بہت حیرت انگیز ہے۔"

شاہجہاں اور ممتاز محل کی طویل داستان محبت بیان کرکے پیٹر منڈی تاج محل کی تعمیر کا ذکر اسطرح کرتا ہے:-

"تاگا محل کے مقبرہ کی تعمیر شروع ہو گئی ہے اس پر بے دریغ روپیہ صرف کیا جا رہا ہے ہزاروں مزدور کام کر رہے ہیں سونا اور چاندی معمولی دھات کی طرح اور قیمتی سنگ مرمر معمولی پتھر کی طرح استعمال کیا جا رہا ہے۔"

اس سلسلہ میں ایک یہ بات قابل ذکر ہے کہ یورپین انشا پرداز دنیا کی بہترین عمارت تاج محل کی تعمیر کا سہرا یورپین معماروں اور دستکاروں کے سر باندھتے ہیں۔ پیٹر منڈی ہندوستان میں چند یورپین دستکاروں کی موجودگی کا ذکر ضرور کرتا ہے۔ لیکن وہ تاج محل کی تعمیر کے متعلق جزوی تفصیلات بیان کرنے کے باوجود انکا عمارت کی تعمیر سے کوئی تعلق ظاہر نہیں کرتا۔ یورپین دعاوی کی تردید کا یہ ایک اور معنی خیز ثبوت ہے۔

وطن کی خبریں

نوٹ:- اعزا احباب اور جملہ اہل وطن سے گزارش ہے کہ اپنے یہاں کی قابل تذکرہ خبریں اور اطلاعات دفتر میں ارسال کرکے مشکور کرتے رہیں۔ (اڈیٹر)

موسم:- گرمی اپنا خوب زور دکھا رہی ہے باد سموم کے جھونکے جسم کو جھلسائے دیتے تھے۔ تمام دن اور راتوں کو بھی گرم ہوا چلتی تھی یا حبس و امس رہتی تھی نہ دن کو آرام ملتا تھا اور نہ رات کو نیند آتی تھی۔ آسمان پر عموماً گرد و غبار چھایا رہتا تھا اور ابر بھی محیط رہتا تھا جس سے جلد بارش ہونے کی امید کی جاتی ہے۔ ۱۳ر جون کو خفیف بوندا باندی ہوئی جس کے بعد ہوا میں کچھ حدت کم ہوئی ہے جو قریب میں کہیں بارش ہونے کی خبر دیتی ہے۔

آم کی فصل شروع ہو گئی ہے لیکن شدید گرمی کی وجہ سے ابھی لوگوں کو آموں کے کھانے میں تامل ہو رہا ہے۔ بارش نہ ہونے سے آم ابھی مزہ پر بھی نہیں آیا ہے۔

آب و ہوا:- چیچک کی شکایت ابھی سنی جا رہی ہے۔ بخار میں مبتلا ہونیکی اطلاعیں بھی ملتی رہتی ہیں۔ کچھ لوگوں کو اسہال کی شکایت ہونے کا بھی حال معلوم ہوا ہے۔

تقریبات:- سید عارف حسین ایم اے و سید آصف حسین ایم اے۔ ایل ایل بی اخلاف ڈپٹی سید افتخار حسین مرحوم کے عقد نکاح بمقام لکھنؤ و چھپرہ (بہار) مولوی ناظم علی صاحب ساکن بانسہ وکیل حیدرآباد کی دختر سے اور مسٹر سید محمد محمود بیرسٹر ایٹ لا آف پٹنہ کی دختر سے ۹ و ۱۰ر جون سنہ ء کو ہوئے۔ ہر دو عروس بمقام ٹیلر گنج لکھنؤ کاشانہ افتخار میں ۱۳ر جون کو رخصت ہو کر آئیں۔ اسی دن صبح کو ۱۰ بجے اہلخانہ سید افتخار حسین مرحوم کی جانب سے اپنے دونوں صاحبزادوں کی تقریب سعید کے سلسلہ میں اعزا احباب و اہل برادری کو پر تکلف دعوت ولیمہ دیگئی تھی جسمیں شرکت کیلئے کاکوری سے بہت سے عزیز و اقارب اور اہل برادری لکھنؤ گئے تھے۔

خوشخبری:- امسال آئی۔ سی۔ ایس کے امتحان مقابلہ میں شیخ احمد ذکا

قدوائی نواسہ شیخ مقبول حسین قدوائی مرحوم ساکن قصبہ گدیا کی کامیابی کے بعد نامزدگی کے عمل میں آنے کی اطلاع ملی ہے۔ چونکہ شیخ احمد نذیر صاحب کا تعلق ایک لحاظ سے ہمارے وطن سے بھی ہے اسلئے ہم انکو صمیم قلب سے مبارکباد دیتے ہیں۔

میلہ۔ حضرت سید سالار مسعود غازیؒ کا سالانہ میلہ حسب دستور ہندی ماہ جیٹھ کے دوسرے اتوار (۲؍جون) کو بمقام نامنی گڑھی چند گھنٹوں کیلئے ہوا تھا حلوائیوں کے علاوہ اور چیزوں کی بھی کافی دکانیں تھیں۔ منشی علی احمد صاحب کی طرح اور لوگ بھی اگر میلہ سے دلچسپی اور دکانداروں کی حوصلہ افزائی کا اظہار کریں تو یہ میلہ صرف عوام ہی کیلئے نہیں بلکہ خواص میں بھی ہردلعزیزی حاصل کر سکتا ہے ہم کو خوشی ہوئی کہ اس بار قاضی انتظار علیخانصاحب عباسی نے کچھ آگے قدم بڑھایا ہے اور نہ صرف میلہ کا گشت ہی کیا بلکہ کافی مقدار میں کھانا پکوا کر دکانداروں و غربا کو حضرت غازیؒ کا فاتحہ کر کے تقسیم کرایا۔ اگر اسطرح پر عملی دلچسپی کا اظہار ہوتا رہا تو آئندہ میلہ ضرور پر رونق ہو جائیگا۔

علیگڈھ ایسوسی ایشن:۔ ۱۰؍جنوری سنہ۴۶ء کو بوقت ۸ بجے بدولت سرا منشی اظہر علیصاحب ایڈوکیٹ ایم۔ ایل۔ اے (مرکزی) بصدارت قاضی انتظار علیخانصاحب عباسی بی۔ اے علیگڈھ ایسوسی ایشن کا ایک جلسہ عام ہوا اور تین رزولیوشن پیش ہو کر بالاتفاق منظور ہوئے

۱۔ (الف) ہز اگزالٹڈ ہائینس نظام الملک آصف جاہ بہادر خلد اللہ ملکہ چانسلر مسلم یونیورسٹی علیگڈھ کو ٹکنیکل تعلیم کیلئے گرانقدر عطیہ دینے پر اُنکے شکریہ کا (ب) نوابزادگان صاحبزادہ سعید الظفر خاں صاحب و صاحبزادہ رشید الظفر خانصاحب آف بھوپال کے گرانقدر عطایا کے متعلق جو نوابزادگان ممدوحین نے اپنے جناب والد بزرگوار کی یادگار میں مسلم یونیورسٹی علیگڈھ کو ٹکنیکل تعلیم کیلئے دیا ہے شکریہ (۲) ڈاکٹر سر ضیاء الدین احمد صاحب ایم ایل اے (سنٹرل) کے اس ترمیمی بل کی تائید میں جو ڈاکٹر صاحب موصوف نے مسلم یونیورسٹی ایکٹ سنہ۲۰ء کے متعلق سنٹرل اسمبلی میں پیش کیا ہے اور جسکے ذریعہ سے ڈاکٹر صاحب مسلم یونیورسٹی کو دیگر مسلم اسکولوں اور کالجوں کے الحاق کا اختیار دلانے کیلئے کوشاں ہیں (۳) رزولیوشنوں کے نقول متعلقہ حضرات کے پرائیوٹ سکریٹریز و ہز اکسلنسی گورنر صاحب بہادر یو۔ پی کے پرائیوٹ سکریٹری کی خدمات میں اور جلسہ کی پوری کارروائی اخبار سرگذشت علیگڈھ کو بھیجنا طے ہوا جلسہ کی خاص بات قابل ذکر یہ تھی کہ مولوی باقر الدین صاحب ساکن قصبہ نیوتنی سرگرم رکن آل انڈیا علیگڈھ ایسوسی ایشن نے بعض اراکین مقامی ایسوسی ایشن کی استدعا پر جلسہ ہذا میں شرکت فرما کر اپنے خیالات عالیہ سے حاضرین کو مستفید فرمایا تھا۔

مسلم لیگ۔ ضلع مسلم لیگ کا ایک وفد بسرکردگی مولوی انوار الحسن صاحب ایڈوکیٹ صدر ضلع مسلم لیگ لکھنؤ ۸؍جون کو ۶ بجے شام کو کاکوری پہونچا اور کاکوری لیگ کی ورکنگ کمیٹی کو جناب صدر ضلع لیگ نے وقت کی ضرورت و نزاکت ذہن نشین کراتے ہوئے صوبہ لیگ کے جدید احکامات سے انہیں مطلع کیا اور ضلع لیگ نے جو عملی پروگرام (جمعیت امداد باہمی کا قیام اور تشکیل۔ بلا سودی قرضہ دینے اور کاروبار میں سرمایہ لگانے کے طریقے۔ دیگر ذرائع و وسائل آمدنی۔ اکھاڑوں کا قیام۔ دار المطالعہ و انتظام خواندگی۔ یوم اصلاح الرسوم۔ ممبر سازی۔ نیشنل گارڈ) مرتب کیا ہے اسکو سمجھایا اور حلقہ اثر میں رفتہ رفتہ عمل کرانے پر زور دیا۔ بعد مغرب جلسہ عام میں مولوی انوار الحسن صاحب اور ڈاکٹر ماتیؔ نے اپنی پُرجوش و ولولہ انگیز تقریروں میں عام پبلک کو عملی پروگرام کو ذہن نشین کراتے ہوئے مسلمانوں کو منظم و متحد ہو جانے کی ہدایت کی۔ ڈاکٹر ماتی نے اپنے خاص انداز بیان میں متحدہ قومیت کی دھجیاں اڑائیں اور مسلم لیگ کی تحریک پاکستان کو بہت جامع و سہل و عام فہم زبان میں حاضرین کو سمجھایا۔ ڈاکٹر صاحب کی تقریر عام طور سے بہت پسند کی گئی۔ مسلم نیشنل گارڈ کی محنت اور کوشش قابل شکریہ ہے کہ جلسہ بہت کامیاب رہا۔

نتائج امتحانات:۔ حسب ذیل طلبہ کی کامیابی امتحانات کی اطلاع ملی ہے:۔ محمد اشہر ولد عبد الوالی بی۔ اے۔ جی (فائنل) حسن ابن ضیا علوی و محمد واصف علوی ایف اے (فائنل)، کمال الدین علوی و حسن کمال عباسی ایف اے (سال اول)، افضال احمد علوی و

نثار احمد علوی و غلام مرتضے و سرور الدین علوی و زکی علی علوی و عبد القدیر و ظہور احمد خاں میٹرک (فائنل) مولوی محتشم الدین علوی سی۔ ڈی کلاس کیلئے منتخب ہوئے۔

واپسی از وطن:- مولوی حامد حسن علوی و مولوی حنیف الدین علوی ایام تعطیلات گذارنے کے بعد اپنے مستقر اورنگ آباد روانہ واپس ہوگئے شیخ مشیر علی عباسی آگرہ سے اور خان بہادر چودھری نبی احمد ریاست چرکھاری سے چند روز کیلئے کاکوری آئے تھے واپس گئے۔

صحت و تندرستی:- (۱) مولوی محمد حسن عباسی کے کتے کے کاٹنے سے جو زخم ہوگئے تھے وہ خشک ہوگئے اور سات انجکشن بھی ہوئے خدا کرے سمی اثرات بالکلیہ دفع ہوگئے ہوں۔

(۲) حیدرآباد کی تحریر سے معلوم ہوا ہے کہ امین الدین سلمہ کے گلے کے غدود متورم ہوگئے تھے کئی دن سخت تکلیف رہی۔ بات چیت کرنا دشوار تھا اور کوئی غذا بھی حلق سے نہ اترتی تھی۔ خدا کا شکر ہے کہ اب اچھے ہیں اور گلے کی تکلیف رفع ہو چکی ہے۔

علالتیں:- (۱) مولوی تحسین الدین علوی بی اے کے متعلق دریافت ہوا ہے کہ حرارت برابر قائم ہے بمقابلہ پہلے کے ٹمپریچر کچھ گرا ہے۔ ڈاکٹر نے پہاڑ پر لے جانے کا مشورہ دیا تھا چنانچہ گذشتہ ہفتہ میں مولوی سید مقبول الدین صاحب علوی انکو لیکر منصوری گئے ہیں اللہ تعالے عزیز مذکور کو صحیح و تندرست کرکے لائے۔

(۲) بسواں سے اطلاع آئی ہے کہ اہلیہ شیخ محمد ایوب صاحب علوی سخت علیل ہوگئی تھیں تشنج شدید ہوگئی تھی اور خون کے دست آنے لگے تھے اب بمقابلہ پہلے کے شدائد میں کمی ہے لیکن ہنوز ازالہ مرض نہیں ہوا ہے خداوند کریم صحت کاملہ عطا فرمائے۔

(۳) بیوہ منشی سخاوت علی صاحب مرحوم کو سنا ہے کہ اسہال کی شکایت ہوگئی ہے جس نے بہت ضعیف کمزور کر دیا ہے اللہ جل شانہٗ رحم فرمائے اور موصوفہ کی شکایت رفع فرما کر تندرست فرمائے۔

متفرقات:- (۱) ۵ر جون سنہ ۴۸ء کو بعد نماز مغرب تکیہ شریف پر مولانا شاہ تقی حیدر قلندرؒ کا فاتحہ چالیسواں مثل دیگر فاتحوں کے ہوا اور حاضرین کو پلاؤ کا تبرک تقسیم ہوا اور حسب دستور گھروں پر بھی کھانے بھیجے گئے تھے۔ اور دوسرے دن قوالی کی محفل بھی ہوئی تھی۔

(۲) ۱۰ر جون کو یہ افسوسناک اطلاع ملی کہ منشی محمد علی علوی خلف منشی سخاوت علی صاحب مرحوم (ناڈتھل) جو آجکل بھوپال سے برخصت وطن آئے ہوئے تھے اتفاقیہ طور پر داہنے ہاتھ میں بندوق کی گولی لگی اور تین انگلیاں زخمی ہوئیں جنکے کچھ حصے کاٹ دینا پڑے جس سے تقریباً داہنا ہاتھ بیکار ہوگیا۔

(۳) میر نذر علی علوی (زردی) کی تحریر سے یہ دریافت کر کے خوشی ہوئی کہ حافظ نصیر احمد علوی خلف مولوی امیر احمد صاحب علوی (باڈلی) تعلقداری ضلع اورنگ آباد (دکن) سے تبدیل ہو کر ہیڈ آفس دفتر صوبہ داری اورنگ آباد میں نشتہ پر ترقی پا کر گئے ہیں۔

(۴) حضرت شاہ تراب علی قلندرؒ و حضرت شاہ واجد علی قلندرؒ کے فاتحے حسب دستور بعد نماز مغرب تکیہ شریف پر ۱۲ر جون کو ہوئے فاتحہ خوانی کے بعد حاضرین کو تبرک تقسیم ہوا۔ بعد نماز عشا قوالی کی محفل ہوئی اور دوسرے دن ۹ بجے سے دوپہر تک بھی مجلس سماع منعقد ہوئی تھی۔ دونوں محفلوں میں اہل ذوق حضرات کو خوب لطف آیا۔

(۵) مسلم سیٹ کیلئے ٹاؤن ایریا میں تیسری خالی شدہ جگہ کیلئے ۲۷ر مئی سنہ ۴۸ء کو چودھری محمد اسمٰعیل کی نامزدگی ہوئی تھی جو بلا مقابلہ منتخب ہوگئے۔ ایک صاحب کو کچھ لوگوں نے مقابلہ کرنے پر آمادہ کیا تھا اور امیدوار کو محرک و مؤید کے ہمراہ نامزدگی کیلئے کچہری بھیجا بھی تھا لیکن باوجود کوشش بلیغ نامزدگی ممکن نہ ہو سکی ناکام واپس آگئے۔ شکر ہے کہ الیکشن کی کشمکش پیدا نہیں ہوئی۔

حادثہ:- ہم کو یہ سنکر دلی افسوس ہوا کہ خان بہادر چودھری نبی احمد صاحب کی چہار سالہ دختر نے ۴ر جون کو مرض نمونیہ انتقال کیا۔ مرحومہ بچی کے والدین کو اللہ تعالیٰ صبر کی توفیق دے اور نعم البدل عطا کرے۔

یونائیٹڈ انڈیا پریس لکھنؤ میں باہتمام سید توسل حسین چھپوا کر دفتر کاکوری اخبار مولوی محلہ دلال ٹولی، کاکوری سے سید محمد مشیر الدین نے شائع کیا۔